هدایت القرآن
مولانا محمد تقی امینی

یتیموں کے لیے بہتر سے بہتر انتظام کا حکم

یتیموں کے بارے میں اللہ کی ہدایت کا احساس حد درجہ نازک رہا ہے۔ ان کی پرورش، ان کی تعلیم و تربیت اور ان کے ساتھ محبت و شفقت کے برتاؤ کی ہمیشہ تاکید کی گئی ہے۔ جہاد کے حکم کے بعد یتیموں کا مسئلہ خاص طور سے سامنے آیا اور یہ سوال پیدا ہوا کہ ان کا انتظام کس طرح کیا جائے — اپنے ساتھ ان کو شامل کر لیا جائے یا علیحدہ سے ان کا انتظام ہو؟ جواب دیا گیا کہ جس میں ان کا فائدہ اور ان کی بہتری ہو بس وہی انتظام ان کا کیا جائے۔

وَيَسْـَٔلُونَكَ
عَنِ الْيَتٰمٰى قُلْ اِصْلَاحٌ لَّهُمْ خَيْرٌ وَاِنْ تُخَالِطُوْهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَاَعْنَتَكُمْ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ (۲۲۰)

لوگ آپ سے یتیموں کے بارے میں پوچھتے ہیں۔ آپ کہہ دیجیے کہ اصلاح و درستگی ان کے لیے بہتر ہے[۱]۔ اور اگر انہیں اپنے ساتھ شامل کر لو تو وہ تمہارے بھائی ہیں۔ اور اللہ اصلاح کرنے والوں اور خرابی کرنے والوں کو خوب جانتا ہے۔ اور اگر اللہ چاہتا تو تمہیں مشقت میں ڈال دیتا[۲]۔ بیشک اللہ غلبہ والا، حکمت والا ہے۔

---

[۱] انتظام کی کوئی خاص صورت متعین نہیں ہے، ساری ذمہ داری انتظام کرنے والوں پر ہے۔ اللہ خوب جانتا ہے کہ کس انتظام میں کس کے پیشِ نظر اصلاح و درستگی ہے اور کس کے پیشِ نظر فساد و خرابی ہے!

[۲] انتظام کی اگر کوئی خاص صورت متعین کردی جاتی تو اس پر عمل کرنے میں دشواری ہوسکتی تھی۔ اب خود منتظم کے مناسب سمجھنے پر ہے کہ جس صورت کو وہ مناسب سمجھے اختیار کرے۔

مشرکین سے شادی بیاہ کی ممانعت

شادی بیاہ کے اثرات بہت دور تک جاتے ہیں۔ پوری نسل تباہ ہوجاتی ہے یا سنبھل جاتی ہے۔ لوگ دوسری تمام چیزوں کی بڑی تحقیق کرتے ہیں، لیکن عقیدہ و مذہب کی ان کو پرواہ نہیں ہوتی ہے۔ آیت میں عقیدہ و مذہب کو سب سے زیادہ اہمیت دی گئی ہے بلکہ اسی کو مدار اور فیصلہ کن قرار دیا گیا ہے۔

وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكٰتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ ۚ وَلَاَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكَةٍ وَّلَوْ اَعْجَبَتْكُمْ ۚ وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يُؤْمِنُوْا ۚ وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكُمْ ۚ اُولٰٓئِكَ يَدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ ۖ وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا اِلَى الْجَنَّةِ وَالْمَغْفِرَةِ بِاِذْنِهٖ ۚ وَيُبَيِّنُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ؏

مشرک عورتوں سے نکاح نہ کرو جب تک وہ ایمان نہ لے آئیں، اور مسلمان باندی بہتر ہے مشرک بی بی سے اگرچہ وہ تمہیں زیادہ پسند ہو۔ اور مشرک مردوں سے نکاح نہ کرو جب تک وہ ایمان نہ لے آئیں، اور غلام مسلمان بہتر ہے مشرک مرد سے اگرچہ وہ تمہیں زیادہ پسند ہو[۱] یہ لوگ تمہیں دوزخ کی طرف بلاتے ہیں۔ اور اللہ اپنے فضل سے تمہیں جنت اور مغفرت کی طرف بلاتا ہے[۲] اور اللہ لوگوں کے لیے اپنے احکام کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ نصیحت حاصل کریں۔

---

[۱] اللہ کی ہدایت نے شادی کے مسئلہ کو جتنا آسان کیا تھا بد قسمتی سے اتنا ہی زیادہ مشکل

پنا دیا گیا ہے۔ جہیز اور دوسرے رسم و رواج کی جس قدر لعنتیں مشرک قوموں میں تھیں، وہ سب مسلم قوم میں آگئی ہیں۔ ذات برادری کو تو مذہبی سند ملی ہوئی ہے۔ مذہبی نمائندے خود اس کی پشت پناہی کرتے ہیں (جس کا نتیجہ یہ ہے کہ مسلم سوسائٹی کی بے شمار لڑکیاں زندہ درگور بنی ہوئی ہیں) عرب کی سوسائٹی میں باندی و غلام کی حیثیت اتنی بھی نہ تھی جتنی حیثیت چھوٹی سے چھوٹی برادری کے ایک فرد کی ہوتی ہے۔ پھر بھی کہا گیا ہے کہ اگر وہ ایماندار ہیں تو اونچی سے اونچی ذات و برادری رکھنے والے مشرک سے بہتر ہیں۔ اس سے ایمان کی قدر و قیمت کا اندازہ ہوتا ہے جو آج کی مسلم سوسائٹی میں گم ہو چکی ہے۔

ے یہ ممانعت کی وجہ بیان کی ہے کہ مشرک تمہیں اس عقیدہ و مذہب کی طرف بلاتے ہیں، جو دوزخ کی طرف لے جانے والے ہیں۔ ان سے شادی بیاہ کا رشتہ کیسے درست ہو سکتا ہے؟ ان کے ساتھ رشتہ کرنے سے ان کا عقیدہ و مذہب تمہارے گھر میں داخل ہوگا، پھر پوری نسل اور پورے ماحول کو متاثر کرے گا۔

شادی بیاہ سے متعلق چند احکام

اللہ کی ہدایت میں شادی بیاہ کی حیثیت رسم کی نہیں ہے، بلکہ عبادت کی ہے۔ "مجھے منظور ہے" "یا" میں نے قبول کیا" یہ صرف دو بول نہیں ہیں، ان کی حیثیت ایک دوسرے کی زندگی کو خوشگوار رکھنے کے لیے عہد و پیمان کی ہے، جس میں اللہ کو، پورے مجمع کو اور خاص طور سے دو انسانوں کو گواہ بنایا جاتا ہے۔

یہ عہد و پیمان ایک دو دن یا چند دن کے لیے نہیں ہوتا ہے بلکہ پوری زندگی کے لیے ہوتا ہے اور قدم قدم پر اس پر عمل درآمد کی تاکید ہوتی ہے۔ اوپر کی آیت میں نکاح کا ذکر تھا، اب اس کی مناسبت سے اس سے متعلق چند احکام ذکر کیے جاتے ہیں۔

وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ
الْمَحِيْضِ قُلْ هُوَ اَذًى فَاعْتَزِلُوا النِّسَآءَ فِي الْمَحِيْضِ وَلَا تَقْرَبُوْهُنَّ
حَتّٰى يَطْهُرْنَ فَاِذَا تَطَهَّرْنَ فَاْتُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ اَمَرَكُمُ اللّٰهُ اِنَّ اللّٰهَ

يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ ﴿۲۲۲﴾ نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَأْتُوْا
حَرْثَكُمْ اَنّٰى شِئْتُمْ وَقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ
مُّلٰقُوْهُ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۲۲۳﴾ وَلَا تَجْعَلُوا اللّٰهَ عُرْضَةً لِّاَيْمَانِكُمْ
اَنْ تَبَرُّوْا وَتَتَّقُوْا وَتُصْلِحُوْا بَيْنَ النَّاسِ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۲۴﴾
لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ
بِمَا كَسَبَتْ قُلُوْبُكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ﴿۲۲۵﴾ لِلَّذِيْنَ
يُؤْلُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ تَرَبُّصُ اَرْبَعَةِ اَشْهُرٍ فَاِنْ
فَآءُوْ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۲۶﴾ وَاِنْ عَزَمُوا الطَّلَاقَ
فَاِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۲۷﴾

اور لوگ آپ سے "ماہواری" کے بارے میں پوچھتے ہیں۔ آپ کہہ دیجیے وہ "گندگی" ہے، چنانچہ تم ماہواری کے دنوں میں عورتوں سے علیحدہ رہو، اور جب تک وہ پاک نہ ہوجائیں تم ان کے پاس نہ جاؤ۔ پھر جب وہ پاک ہوجائیں تو جہاں سے اللہ نے حکم دیا ہے تم ان کے پاس جاؤ۔ بیشک اللہ توبہ کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے اور بہت پاک رہنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ تمہاری بیویاں تمہاری کھیتیاں ہیں، تم اپنی کھیتیوں میں جیسے چاہو آؤ اور اپنے لیے آئندہ کی بھی تیاری کرو[۱] اور اللہ سے ڈرتے رہو اور جان لو کہ تم ضرور اس سے ملو گے۔ اور ایمان والوں کو خوشخبری سُنا دیجیے۔ اور نیکی کرنے اور پرہیزگاری اختیار کرنے اور لوگوں کی اصلاح کرنے کے خلاف اللہ کو اپنی قسموں کا نشانہ نہ بناؤ۔ اور اللہ سُننے والا ہے، جاننے والا ہے[۲] اللہ تمہاری لغو قسموں پر کوئی پکڑ نہیں کرتا البتہ اُن قسموں پر پکڑ کرتا ہے جن کا تمہارے دلوں نے ارادہ کیا۔ اور اللہ بڑا بخشنے والا بُردبار ہے[۳] جو لوگ اپنی بیویوں کے پاس جانے سے قسم کھا لیتے ہیں، ان کے لیے چار مہینے کی مہلت ہے۔ پھر اگر وہ رجوع کر لیں تو اللہ بڑا بخشنے والا رحم والا ہے۔

اور اگر انہوں نے طلاق کا پختہ ارادہ کر لیا ہے تو بیشک اللہ سُننے والا جاننے والا ہے[4]

---

[1] شوہر و بیوی کے درمیان تعلقات کی ادائیگی صرف نفس و خواہش کی تسکین کے لیے نہ ہو، بلکہ کھیتی سے پیداوار (اولاد) کی بھی نیت ہو۔ نفس و خواہش کی تسکین وقتی ہوتی ہے اور اولاد میں آئندہ کی تیاری ہے۔

[2] گھر اور باہر انسان کو بڑی ناگواریاں پیش آتی ہیں، بڑی اذیتیں پہونچتی ہیں۔ خیر و بھلائی کا صلہ عموماً برائی کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے۔ انسان تنگ آکر قسم کھا بیٹھتا ہے کہ اب خیر و بھلائی کی راہ اختیار نہ کرے گا، جیسے دنیا والے چلتے ہیں ویسے ہی چلے گا۔ آیت میں اسی کی ممانعت ہے۔ قسم کھانے کے بعد کوئی موقع آتا ہے تو بڑی آسانی سے کہہ دیتا ہے کہ میں نے اللہ کی قسم کھائی ہے کہ اب ایسا نہ کروں گا۔ یہ اللہ کی آڑ میں اس کو نشانہ بنا کر خیر و بھلائی سے رُکنا ہوا جس نے آخر دم تک خیر و بھلائی کا حکم دیا ہے۔ اسی کو خیر و بھلائی کے خلاف استعمال کیا جا رہا ہے۔

[3] لغو و بیہودہ قسم یہ ہے کہ قصد و ارادہ کے بغیر قسم کے الفاظ زبان سے نکل گئے۔ اس پر کوئی پکڑ نہیں ہے۔ پکڑ اس پر ہے جو انسان قصد و ارادہ سے قسم کھائے۔

[4] قسم بیوی کے پاس نہ جانے کی بھی ہوتی ہے جس کو "ایلاء" کہتے ہیں۔ اگر کسی نے ایسی قسم کھائی ہے کہ میں اپنی بیوی کے پاس نہ جاؤں گا تو اس کو چار مہینے کی مہلت ہے۔ اس مدت میں وہ بیوی کے پاس چلا جائے اور قسم کا کفارہ دے دے، بات ختم ہو گئی۔ اور اگر چار مہینے تک بیوی کے پاس نہیں گیا تو یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ اس نے طلاق کا ارادہ کر لیا ہے۔ چنانچہ چار مہینہ گذرنے کے بعد طلاق ہو جائے گی۔ اگر دوبارہ رکھنا چاہے تو دوسرے نکاح کی ضرورت ہو گی۔

بقیہ : حرفِ اوّل

چونکہ یکم ستمبر سے ہو جائے گا لہٰذا داخلے کے خواہشمند حضرات ۲۰ اگست تک لازماً درخواست داخلہ جمع کرا دیں!